جناب حافظ محمد قاسم خواجہ

# اسلام اور موسیقی

اس وقت ہمارا ملک فحاشی کی زد میں ہے۔ فحاشی وبے حیائی کا بحر بیکراں جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے کونے کونے میں پہنچ چکا ہے اور سرکردہ ایمان والے کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا ہے۔ اب اس کی موجیں ان دیواروں سے بھی سرٹکرا رہی ہیں جہاں ابھی تک تقویٰ کی لاج اور پرہیزگاری کی روایت کو قائم رکھنے کی کش مکش جاری ہے یوں نظر آرہا ہے جیسے یہ طوفان نوح بلند و بالا پہاڑوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا — لاعاصم الیوم من امر اللہ الامن رحم (ھود)

(ترجمہ) آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر اس نے رحم فرمایا)

فحاشی صرف زنا کو نہیں کہتے ہر اس بات کو کہتے ہیں جو اس کی طرف راغب کرے۔ ان میں سے ایک گانا بجانا بھی ہے اور یہ سرفہرست ہے۔ اب ہر کوئی اس کا خریدار ہے اور اسی دھیان لگا ہوا ہے۔ الا ما شاء اللہ۔

پہلے زمانے میں گانے بھری کیسٹیں نہیں بکتی تھیں۔ خود گانے والیوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی یا ان پر پابندی تھی۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ ارشاد ہوا:۔

لا تبیعوا القینات ولا تشتروھن ولا تعلموھن ولا خیر فی تجارۃ فیھن و ثمنھن حرام فی مثل ھذا انزلت ھذہ الایۃ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم (ترمذی) (گانے والیوں کی خرید و فروخت مت کرو نہ انہیں گانے کی تعلیم دو۔ اس کاروبار میں خیر نہیں ہے۔ ان کے دام حرام ہیں۔ قرآن کی آیت ومن الناس (الآیۃ) اسی سلسلہ میں نازل ہوئی یعنی بعض لوگ لغو باتیں خریدتے ہیں تاکہ بے علمی سے لوگوں کو راہ خدا سے بھکا دیں)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ لھو الحدیث کے بارے میں فرماتے ہیں خدا کی قسم اس سے مراد گانا ہے (بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ الغناء ینبت النفاق کما ینبت الماء الزرع۔ (عن جابر) گانا دل میں نفاق اُگاتا ہے جیسے کھیتی کو پانی اُگاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بانسری کی آواز سن کر کانوں میں اُنگلیاں دے لی تھیں (ابو داؤد)

امام ابراہیم نخعیؒ نے نوحہ کرنے والی اور گانے والی کی اُجرت کو ناپسند فرمایا ہے (بخاری ج ۱ ص ۳۵۲)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: گانے والی اور نوحہ کرنے والی کی اُجرت بالاجماع حرام ہے (شرح مسلم ج ۲ ص ۱۹)

ارشاد نبویؐ ہے: امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلیب وامر الجاھلیۃ

(عن ابی امامۃ احمد) رب ذی شان نے مجھے باجے، آلات موسیقی، بُت، صلیب اور رسومات جاہلیت کو مٹا دینے کا حکم دیا ہے ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی: لیکونن من امتی اقوام یستحلون الخنز والحریر والخمر والمعازف (بخاری) میری اُمت میں کئی لوگ ریشم، شراب اور باجوں کو حلال جاننے لگیں گے۔

مگر اب ان باتوں پر کون عمل کرتا ہے۔ دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے۔ ان آیات و احادیث کی روشنی میں خود ہی غور فرمایئے کہ ہمارے ہاں سینماؤں میں جس قسم کی فلمیں چل رہی ہیں۔ اسٹوڈیوز میں جو کچھ بن رہا ہے، ٹیلیویژن پر جو کچھ دکھلایا جا رہا ہے جس قسم کے کیسٹ تیار ہو رہے ہیں۔ وی۔ سی۔ آر۔ کی مدد سے دیکھنے کے لیے جو ننگے پرنٹس درآمد کیے جا رہے ہیں اور حکومت کی سرپرستی میں جو ثقافتی طائفے بیرون ملک آ جا رہے ہیں کیا یہ سب جائز ہے کیا شرم و حیا کا یہی تقاضا ہے کیا ہماری اسلام پسندی کا یہی ثبوت ہے اور کیا اسی طرح اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے زمین ہموار کی جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے بے شمار گھرانے ٹی وی کے باعث اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ ہو گئے ہیں جنسی ہوس کی تسکین کے لیے اگر پاکستان سے کوئی اچھا پروگرام دیکھنے کو نہ ملے تو انڈیا لگا لیتے ہیں ورنہ پھر ساری ساری رات وی سی آر۔ کا چکر چلتا ہے اور جس قسم کے شرمناک پرنٹس سے آوارہ آنکھوں کی تواضع کی جاتی ہے ان کے تصور سے عرش بھی کانپ جاتا ہوگا۔ افسوس ان لوگوں میں غیرت نام کی کوئی شے باقی نہیں رہ گئی۔ تمام اہل خانہ کو پاس بٹھا کر یہ ناپاک سلسلے دکھلائے جاتے ہیں۔ بلکہ اب تو آنے والے مہمانوں کی مہمانی بھی اسی غلاظت سے کی جاتی ہے۔ قوم کو اس قدر بے حیائی کا عادی بنا دیا گیا ہے مقابلتاً ذرا کم بے حیائی بے حیائی ہی نظر نہیں آتی۔ کہا کرتے ہیں جی اب تو پاکستان ٹی وی بہت مسلمان ہو گیا ہے ـــــ ہمارے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر شہنایاں اور شادیانے بجتے ہیں۔ متدین لوگ اس میں شامل نہیں ہوتے۔ مگر اب اس بات میں وزن نہیں رہ گیا۔ اب کوئی صاحب برات میں شمولیت سے اس لیے انکار نہیں کر سکتے کہ اس میں باجہ ہوگا۔ کیونکہ اب الا ماشاء اللہ ہر گھر میں باجہ بجتا ہے ـــــ افسوس شادیوں جیسی پاکیزہ تقریبات اب فحاشی کی نذر ہو کر رہ گئی ہیں، لاہور شہر سے طوائفوں کو بلوایا جاتا ہے۔ ساری رات جو دھما چوکڑی مچتی ہے اور جو حیا سوز حرکات ہوتی ہیں اور جس طرح ان کی ایک ایک ادا اور ایک ایک بول پہ بگڑے ہوئے نوجوان روپے نچھاور کرتے ہیں ڈر آتا ہے ہم کہیں خداوند ذوالجلال کے عذاب کو دعوت نہ دے رہے ہوں۔ گھر نہ ہوئے کنجر خانے ہو گئے۔ زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ ان فواحش و منکرات میں اہلحدیثوں کے بچے بھی شامل ہونے لگے ہیں ـــــ شادی کی تقریبات کو یادگار بنانے کے لیے اب وڈیو کیسٹ فلمیں بھی تیار ہونے لگی ہیں سہاگ رات کا نقشہ تک پیش کر دیا جاتا ہے جسے خوش ہو ہو کر محرم و غیر محرم سب دیکھتے ہیں یہ مجلس نامعقولوں کی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ـــــ عوام کے اس طوفانی شوق کو دیکھ کر باقاعدہ سرکار کی اجازت سے گلی گلی وی۔ سی۔ آر۔ کی دوکانیں اور میوزک سنٹر کھل گئے ہیں۔ جو دن رات قوم کی خدمت انجام دینے کے لیے مستعد رہتے ہیں نوجوانوں کو اکثر وی۔ سی۔ آر کا جنازہ اُٹھا کر جاتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔

پچھلے دنوں انٹرویو کے دوران ایک ایکٹریس نے کہا اسے نماز اور موسیقی سے سکون ملتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا نماز کا وہی فائدہ ہے جو موسیقی کا ہے یا موسیقی کا وہی فائدہ ہے جو نماز کا ہے کیا یہ کلمہ کفر

نہیں جو اخبار نے چھاپ دیا۔ شاید ان الفاظ کو اس لیے اہمیت دے دی گئی کہ یہ کسی فلمسٹار کے ہونٹوں سے نکلے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا ایک سیاسی مولانا نے فتویٰ دیا تھا کہ موسیقی رُوح کی غذا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی وزارت کے دوران میں فلمی پریوں کے جھرمٹ میں رہنا بہت پسند فرماتے تھے۔ یہ بات سُن کر حد ہو گئی ایک خاتون نے کہا "اس کا شیرخوار بچہ موسیقی کے بغیر دودھ ہی نہیں پیتا"۔ ——— موسیقی مسلمان معاشرے کی ہڈیوں میں رچ گئی ہے۔ ستم ظریف اسے رُوح کی غذا قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ زہر قاتل ہے۔ دل کے لیے موت ہے اور رُوح کے لیے ہیروئن ہے۔ فلمی ہیروئنیں کچھ کم معزز نہ تھیں کہ جسم اور رُوح کو کھا گئی اور ہیروئنیں چمٹ گئیں۔ نظریہ ارتقا کے تحت اس کے شرمناک نتائج سامنے آرہے ہیں اور ناقابل بیان باتیں ہو رہی ہیں ایسے لگتا ہے ہماری قوم کو تباہ کرنے کے لیے کوئی سازش کی جا رہی ہو۔

علاوہ اس کے میری یہ جچی تُلی رائے ہے کہ مسلمانوں میں جس قدر خرابیاں پائی جاتی ہیں ان کا مرکز فقہ حنفیہ ہوتی ہے۔ وہاں سے لوگوں کو ضرور کچھ نہ کچھ حل مل جاتا ہے اور کوئی نہ کوئی سند جواز ہاتھ آجاتی ہے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیے آلات لہو یعنی گانے بجانے کے سامان اور آلات لعب یعنی پانسے اور شطرنج کی بیع امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے صاحبین کے نزدیک نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان ج ۲ ص۲۴۱، عالمگیری ج ۳ ص۱۱۶) — جو شخص کسی مسلمان کے آلاتِ موسیقی توڑ دے یا اس کی شراب بہا دے تو وہ تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ان چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے (ہدایہ ج ۳ ص۲۲۴)

جس شخص کو ولیمہ یا کسی اور دعوت پر بلایا جائے وہاں کسی کھیل یا گانے کا پروگرام ہو تو بیٹھ کر کھا لینے میں کوئی حرج نہیں، امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میرے ساتھ یہ معاملہ ہو گیا تھا تو میں نے صبر کیا تھا اس لیے کہ دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے میری نافرمانی کی پس کسی بدعت کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ (ہدایہ اخیرین ص۴۲۸) — اور اب ذرا بریلوی حنفیوں سے معذرت کے ساتھ عرض ہے شہنشاہِ ولایت خواجہ غلام فرید فوائد فریدیہ (مترجم) بیان سماع میں فرماتے ہیں: ہمارے زمانہ میں بہت سے مشائخ جو کہ غوث وزمانہ قطب مدار اور اپنے وقت کے یکتا اور بے مثل ہیں انہوں نے مزامیر اور مردوں کی آوازیں سُنی ہیں اور وجد کیا ہے اور عورتوں کی آواز بھی تھوڑی سی سُنی ہے ——— بیانِ عشق میں فرماتے ہیں: کسی خوبصورت حسین (خواہ مرد ہو یا عورت) کا عشق اگر اس میں شہوانی خیالات نہ ہوں تو وہ بھی نعمت حق ہے اور عشق مولیٰ کی طرف پہنچانے والا ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے کہ "مجاز حقیقت کے لیے پُل ہے" فرماتے ہیں کہ ظاہری صورت کا عشق بھی حقیقتاً مولیٰ کا عشق ہے۔ کیونکہ اس سے صانع کی طرف میلان ہوتا ہے نہ کہ مصنوع کی طرف۔ اب ایک فتویٰ سُنیے: مسئلہ: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام ہی ہے اس کے ہاں میلاد شریف اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ — اس کے جواب میں امام ملت بریلویہ احمد رضا خانصاحب فرماتے ہیں: "اس مال کی شیرینی پر فاتحہ حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کسی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا (احکام شریعت حصہ دوم ص۱۴۳)

احمد رضا خانصاحب نے ڈھول سارنگی کے ساتھ ہونے والی قوالی کے خلاف بہت ٹھوک کر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:—

"ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہگار ہیں۔ باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ خانصاحب نے محبوبانِ خدا اور سلسلہ چشتیہ کی طرف مزامیر کے انتساب کو بھی تہمت قرار دیا ہے (احکام شریعت حصہ اوّل ص۶۰ تا ص۶۵)

یحییٰ منیریؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے (احکام شریعت حصہ دوم ص۱۵۶)

(باقی صفحہ ۲۷ پر)